وبا میں اذان

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

وبا کی صورت میں اجتماعی اذان کا کوئی ثبوت نہیں۔صحابہ،تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مسلمین کی زندگیوں میں اس کا ذکر نہیں،لہٰذا یہ بدعت ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أُذِّنَ فِي قَرْيَةٍ أَمَّنَهَا اللّٰهُ مِنْ عَذَابِهِ ذٰلِكَ الْيَوْمَ .

''جب کسی بستی میں اذان کہی جاتی ہے،تو اللہ تعالیٰ اس روز اسے اپنے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔''(المُعجم الكبير للطّبراني :257/1)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عبدالرحمٰن بن سعد بن عمار ''ضعیف'' ہے۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ حَدِيثُهٗ . ''اس کی حدیث ثابت نہیں۔''

(التّاريخ الكبير :504/6)

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتِم :238/5 ، وسندہٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (دیوان الضعفاء:۲۴۴۷) نے ''منکر الحدیث'' اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التقریب:۳۸۷۳،التلخیص:۱۷۶/۲) نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

② بکر بن محمد قرشی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

③ صالح بن شعیب کی معتبر توثیق معلوم نہیں ہوسکی۔

اس سے مراد فرض نماز والی اذان ہے، نہ کہ آفت کی وجہ سے بے وقت دی گئی اذان۔

❁ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا قَوْمٍ نُودِيَ فِيهِمْ بِالْأَذَانِ صَبَاحًا إِلَّا كَانُوا فِي أَمَانِ اللّٰهِ حَتّٰى يُمْسُوا، وَأَيُّمَا قَوْمٍ نُودِيَ عَلَيْهِمْ بِالْأَذَانِ مَسَاءً إِلَّا كَانُوا فِي أَمَانِ اللّٰهِ حَتّٰى يُصْبِحُوا.

''جس قوم میں صبح اذان دی جائے، وہ شام تک اللہ تعالیٰ کے حفظ وامان میں رہتی ہے اور جس قوم میں شام کو اذان دی جائے، وہ صبح تک اللہ تعالیٰ کے حفظ وامان میں رہتی ہے۔''

(المعجم الكبير للطّبراني: 20/215)

سند سخت ضعیف ہے۔

① اغلب بن تمیم بصری ضعیف منکر الحدیث ہے۔

۞ اسے امام بخاری رحمہ اللہ (التاریخ الکبیر: ۲/۷۰) نے منکر الحدیث کہا ہے۔

۞ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيْءٍ. ''یہ کچھ نہیں ہے۔''

(تاريخ ابن مَعين برواية الدّوري: 3513، 4571)

۞ امام ابن حبان رحمہ اللہ (کتاب المجروحین: ۱۰۹) نے منکر الحدیث کہا ہے۔

② داود بن بکر تُستری کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

③ حبان بن اغلب کو امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے ''ضعیف الحدیث'' کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 271/3)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَزَلَ آدَمُ بِالْهِنْدِ فَاسْتَوْحَشَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَنَادٰى بِالْأَذَانِ : اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، فَقَالَ لَهٗ : وَمَنْ مُحَمَّدٌ هٰذَا؟ فَقَالَ : هٰذَا آخِرُ وَلَدِكَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ .

''آدم علیہ السلام (جنت سے) ہندوستان میں اترے اور وحشت زدہ ہو گئے، پھر جبریل علیہ السلام اترے اور اذان کہی: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا تو آدم علیہ السلام نے کہا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ جبریل نے کہا: آپ کی اولاد میں سے آخری نبی ہیں۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعَيم : 107/5، تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 437/7)

① روایت ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ مَجَاهِيْلُ . ''اس میں کئی مجہول ہیں۔''

(فتح الباري : 79/2)

② علی بن بہرام بن یزید کوفی کی توثیق نہیں مل سکی۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَمْ أَعْرِفْهُ . ''میں اسے نہیں پہچانتا۔'' (مَجمع الزّوائد : 87/8)

③ اس روایت میں وبا کے وقت اذان کا اشارہ تک نہیں۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَآنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَزِيْنًا، فَقَالَ : يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ! اِنِّي أَرَاكَ حَزِيْنًا، فَمُرْ بَعْضَ أَهْلِكَ يُؤَذِّنُ فِي أُذُنِكَ، فَاِنَّهٗ دَرْءُ الْهَمِّ .

''مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غمگین دیکھا تو فرمایا: ابو طالب کے بیٹے! میں آپ کو غمگین دیکھتا ہوں، اپنے کسی گھر والے کو حکم دیں کہ وہ آپ کے کان میں اذان کہے، کیونکہ اذان غموں کا مداوا ہے۔''

(الغرائب المُلتقطة لابن حَجَر : 119/8، مناقب عليّ لابن الجزري، ص 36)

جھوٹی روایت ہے۔

① ابو عبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی متہم ہے۔

② عبداللہ بن موسیٰ بن حسن سلامی کے بارے میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي رِوَايَاتِهٖ غَرَائِبُ وَّمَنَاكِيْرُ وَّعَجَائِبُ .

''اس کی مرویات غریب، منکر اور تعجب خیز ہیں۔''

(تاریخ بغداد : 383/11)

❀ نیز لکھتے ہیں:

كَانَ صَحِيْحَ السَّمَاعَاتِ، إِلَّا أَنَّهٗ كَتَبَ عَمَّنْ دَبَّ وَدَرَجَ مِنَ الْمَجْهُوْلِيْنَ وَأَصْحَابِ الزِّوَايَا، قَالَ : وَكَانَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

مَنْدَةَ الْأَصْبَهَانِيُّ الْحَافِظُ سَيِّءُ الرَّأْيِ فِيهِ، وَمَا أَرَاهُ كَانَ يَتَعَمَّدُ الْكَذِبَ فِي فَضْلِهٖ.

''اس کی سماعات صحیح ہیں، مگر مجہولین اور گوشہ نشینوں میں سے جو ہاتھ چڑھتا، اس سے بیان کر دیتا تھا، حافظ ابوعبداللہ بن مندہ اصبہانی رحمہ اللہ اسے برا سمجھتے تھے، کہتے کہ یہ فضیلت میں جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا۔''

(تاریخ بغداد :383/11)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

رَوٰی حَدِیْثًا مَا لَهٗ أَصْلٌ.

''اس نے ایک بے سند روایت بیان کی ہے۔''

(میزان الاعتدال : 508/2)

③ فضل بن عباس یا ''عیاش'' کوفی کون ہے؟

④ حفص بن غیاث ''مدلس'' ہیں۔

اس میں وبا کے وقت اذان کا ذکر نہیں۔

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ قَوْمٍ يُؤَذِّنُونَ لِصَلَاةِ الْغَدَاةِ إِلَّا أَمِنُوا الْعَذَابَ إِلَى اللَّيْلِ، وَمَا مِنْ قَوْمٍ يُؤَذِّنُونَ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ إِلَّا أَمِنُوا الْعَذَابَ إِلَى الصُّبْحِ.

''جس قوم میں فجر کی اذان کہی جائے، وہ رات تک عذاب سے محفوظ رہتی ہے اور جس قوم میں مغرب کی اذان کہی جائے، وہ صبح تک عذاب سے بچی رہتی ہے۔''

(أمالي ابن بشران : 408)

روایت باطل ہے۔

① سلیمان بن عمرو سے مراد اگر ابوداود نخعی ہے، تو بالا جماع کذاب ہے۔

② ابوسہل کا تعین وتوثیق معلوم نہیں ہوسکی۔

③ نصر بن حریش صامت ضعیف ہے۔

④ محمد بن حماد بن ماہان بھی قوی نہیں۔

⑤ عطاء بن یسار ہلالی کا سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہوسکا۔

اس روایت میں بے وقت اذان دینے کا کوئی ذکر نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

مَا أُذِّنَ فِي قَوْمٍ بِلَيْلٍ إِلَّا أُمِنُوا الْعَذَابَ حَتّٰى يُصْبِحُوا، وَلَا نَهَارًا إِلَّا أُمِنُوا الْعَذَابَ حَتّٰى يُمْسُوا .

''جس قوم میں رات کو اذان کہی جائے، تو وہ صبح تک عذاب سے محفوظ رہتی ہے اور دن کو کہی جائے، تو شام تک عذاب سے محفوظ رہتی ہے۔''

(مصنّف عبد الرّزّاق : 1873)

اس قول کی سند سخت ضعیف ہے۔

① محمد بن یوسف بن عبداللہ بن سلام مجہول الحال ہے۔

② محمد بن یوسف کا اپنے دادا سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

③ امام عبدالرزاق بن ہمام رحمہ اللہ مدلس ہیں اور عن سے روایت کررہے ہیں۔

④ عبدالرزاق کی صفوان بن سلیم سے روایت واسطہ کے ساتھ ہوتی ہے، لیکن یہاں واسطہ کے بغیر بیان کررہے ہیں۔ عبدالرزاق نے یہاں تدلیس کی ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمُ الْحَرِيقَ فَكَبِّرُوا؛ فَإِنَّ التَّكْبِيرَ يُطْفِئُهُ.

''آگ دیکھیں، تو تکبیر کہیں، کیونکہ اللہ اکبر اسے بجھا دیتا ہے۔''

(عمل اليوم والليلة لابن السنّي : 295-298، الدّعاء للطّبراني : 1266)

① من گھڑت ہے، قاسم بن عبداللہ بن عمر ''متروک'' ہے۔

❁ امام احمد رحمہ اللہ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔

(تقريب التّهذيب لابن حجر : 5468)

الدعا للطبرانی رحمہ اللہ (1266-1267) میں اس کی متابعت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عمر نے کی ہے، وہ بھی ''کذاب'' ہے، حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔

(تقريب التّهذيب : 3922)

الکامل لابن عدی (4/1469، وفی نسخۃ :4/151) اور الدعوات الکبیر للبیہقی (238) میں متابعتاً ابن لہیعہ کی روایت آئی ہے، اس میں ابن لہیعہ (ضعیف عند الجمہور) کی تدلیس ہے، ابن ابی مریم کہتے ہیں:

''اس حدیث کو ابن لہیعہ نے ہمارے ایک ساتھی زیاد بن یونس حضرمی سے سنا، وہ قاسم بن عبداللہ بن عمر سے بیان کرتے ہیں، ابن لہیعہ اسے مستحسن عمل خیال کرتا تھا، پھر اس نے کہا: اسے وہ عمرو بن شعیب سے بیان کرتا ہے۔''

(الضّعفاء الكبير للعُقَيلي : 2/296)

ثابت ہوا کہ یہ متابعت اُس سند کی ہے، جس میں قاسم بن عبداللہ ''کذاب'' ہے۔